

## جمود مرگ کون توڑے گا؟

سرنگا پٹم پر انگریزوں کا قبضہ ہو چکا تھا۔ ٹپو سلطان جرات اور بہادری کی تصویر بنے آخری دم تک لڑتے رہے تھے۔ میرا براہم اپنی کتاب مرد مون میپو سلطان میں لکھتے ہیں۔ سلطان کی مرصع دستار ہیروں سے مزین پٹی ہلکے رنگ کی صدری اور دوسری قیمتی اشیا جو اس وقت سلطان نے پہن رکھی تھیں غائب ہو چکی تھیں۔ تاہم سلطان کا بڑے گھیر کا پاجامہ جسم پر مزین تھا۔ اور دئیں بازو پر ایک بڑا تعویز بندھا تھا۔

سلطان کے چہرے کے تحکمانہ آثار کھلی آنکھیں اور گرم جسم نے ایک لمحے کے لیے تو اس مقاطے میں بتلا کر دیا کہ شاید سلطان ابھی زندہ ہیں۔ یہ دیکھ کر لیفٹینٹ کرنل آر تھرویلز لے اور چند دوسروں نے ہوا کے لیے راستہ بنایا اور چاہا کہ سلطان کے تنفس میں آسانی پیدا ہو۔ لیکن مسٹر فریز رجن کا تعلق 33 انفتری سے تھا اور ایک سرجن جو بیرڈ کے ہمراہ تھا کے ملاحظہ کے بعد یہ معلوم ہوا کہ سلطان میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں ہے۔ تاہم کرنل ونری کو اب بھی شک تھا کہ وہ شیر زندہ ہے۔ اس نے دل پر کان رکھ کر دیکھا اور نغمہ پر انگلیاں رکھیں تب کہیں اس کا شک اس یقین میں تبدیل ہوا کہ سلطان اس جہان فانی سے ہمیشہ کے لیے کوچ کر گئے ہیں۔

سلطان کے جسم پر آخری معمر کے کے دوران تین زخم آئے تھے۔ جب کہ ایک چوٹا اور مہلک زخم کنپٹی پر لگا تھا۔ بندوق کی گولی دائیں کان سے ذرا اوپر داخل ہو کر سلطان کے بائیں گال میں پیوست ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ کئی زخم سنگینوں کے بھی تھے۔ انگریزوں کے سینٹر افسر جو لاش کے پاس کھڑے تھے ان میں جزل بیرڈ بھی تھا جو ٹپو سلطان کی قید میں تین برس رہ چکا تھا۔ حاضر آتشِ انتقام کو سرد کرنے کے لیے ایک چھوٹا سا بٹھا کاٹ کر جو قرمی مخل کا بنا ہوا تھا۔ 33 دینیں لائٹ انفتری کے ایک سپاہی کو یہ کہہ کر تھا دیا کہ میں کبھی لوٹ مارنہیں کرتا۔ لیکن اسے میں بطور یادگار رکھوں گا۔

یہ دیکھ کر لیفٹینٹ کرنل ولیس کے آگے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ بھی اس مخل کا ایک ملکڑا اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جزل بیرڈ کی موجودگی میں اس کی وہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ تاہم لیفٹینٹ کرنل ولیس نے اپنی جیب سے ایک قلم تراش قسم کا چاقو نکالا اور سلطان کے پاجامہ کا ایک ملکڑا کاٹ لیا۔ اور قبل اس کے کہ سلطان کی لاش کو اٹھایا جاتا جلدی سے سلطان کی موچھ کے چند بال نوچ کر اپنی جیب میں بطور نشانی رکھ لیے۔ ٹپو سلطان بر صغیر میں آزادی برقرار رکھنے کی آخری طاقتور آواز تھے۔ انھیں سازش کا نشانہ بنا کر ختم کر دیا گیا۔ ان کی نعش کی بے حرمتی تک کی گئی۔ کیوں صرف اس لیے کہ وہ اس وقت کی سب سے بڑی قوت سے جنگ ہار چکے تھے۔

ذرا سوچیے! ہر باغیرت انسان کی اپنی ظاہری اور باطنی عزت ہوتی ہے۔ وہ مرنے کو ترجیح دیتا ہے مگر اپنی عزت پر آج نہیں آنے دیتا۔ بالکل اس طرح قوموں اور ملکوں کی حرمت ہوتی ہے۔ قیامت آجائے۔ بر بادی کی آخری لہر تک فلک سے ٹوٹ پڑے۔ مگر وہ میں اپنی عزت کی حفاظت کرتی ہیں۔ انھیں معلوم ہوتا ہے کہ بغیر حرمت کے زندگی گزارنا موت سے بھی بدتر گناہ ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں ممالک ہر قسم کی بلکہ کسی بھی قسم کی قربانی دینے سے گریز نہیں کرتے۔ مگر یاد رہے کہ ہر قوم میں سازشی موجود ہوتے ہیں۔ جو دشمنوں کی راہ اپنی قوم کے مفادات کے خلاف ہموار کرتے ہیں۔ مسلمانوں کی تاریخ میں غداروں کاحد درجہ المناک کردار رہا ہے۔ بغداد جیسا عظیم الشان شہر بھی کسی رزیل انسان کی غداری کی بدولت فنا ہوا تھا۔ کیا اقلامی کا ادنی کردار اور منگلوں سے ہر طرح کے میل جوں کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔ مسلمانوں کی تہذیب کا ہیرا بغداد اپنوں کی سازشوں کی بدولت خون اور موت کا شاہ کار بنا دیا گیا۔ خلافت عثمانیہ کے زوال میں آخری خلیفہ کے قریبی رشتہ داروں کاحد سے زیادہ کردار رہا۔ عرض کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کو اپنی اندر وہی کمزوریوں نے نیست و نابود کیا ہی مگر اپنوں کی ریشد و انبیوں نے بھی کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اب میں اپنے ملک کی طرف پلٹتا ہوں۔ پاکستان اس وقت مکمل طور پر دنیا کے اہم ترین ممالک کے سامنے سجدہ کی حالت میں ہے۔ خراب معیشت سے لے کر اندر وہی اور پیروی حکمت عملیوں نے ملک کو ایک زندہ لاش میں تبدیل کر دیا ہے۔ پورے ملک میں باتیں اور افواہوں کا دور دورہ ہے۔ کوئی ایک ادارہ دوسرے پر مکمل اعتبار کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ مہیب خطرات اس وقت سب کو نظر آ رہے ہیں۔ سنجیدہ مسائل سر پر چڑھ کرنا بچ رہے ہیں۔

مگر سیاسی حکومت اور ریاستی اداروں میں اس ساکھ کے لوگ موجود ہیں جن پر دنیا کے اہم سیاسی اور غیر سیاسی کھلاڑی اعتبار کر سکیں۔ اس وقت ہمارے درست سمت میں جانے کا بھی کوئی امکان نہیں ہے۔ مگر سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہ بر بادی صرف ایک دو سال میں پڑی ہے یا موجودہ حداثاتی حالات دہائیوں سے لاوے کی طرح پک رہے تھے۔ اور اب آتشِ فشاں پھٹ پڑا ہے۔

لوگ مہنگائی بدانی اور شدت پسندی کی راکھمنہ پر مل کر زندہ رہنے کا ڈھونگ رچا رہے ہیں۔ ہر صاحب فکر کے علم میں ہے کہ پاکستان کو کس طرح ایک حد درجہ طاقتور موثر اور معتدل ملک سے موجودہ کھیل تماشے میں تبدیل کر دیا گیا۔ ہم اتنے ظالم لوگ ہیں کہ قائدِ عظم جیسے مکمل مغربی طرز کے لیڈر کو چنڈلوں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش میں ممتاز عہدہ بنا دیا اور یہ کوشش کامیاب رہی۔ انھیں شیر وانی اور ٹوپی پہننا کر ایک قدامت پسند مسلمان کے طور پر پیش کیا گیا۔

مقصد صرف یہ کہ ملکی فکری بنیاد کو جعلی طریقے سے اس طرح پیش کیا جائے کہ ہمارے ملک میں جمہوریت و ووٹ کی طاقت لوگوں کے انسانی حقوق قانون کی حکمرانی اور اندر وہی استحکام کو کسی بھی طریقے سے پس پشت ڈالا جاسکے۔ ایوب خان نے پاکستان کی ساکھ کو بہتر کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ اسے اعتدال پر لانے کی بہت بھی دکھائی۔ مگر دائیں بازو کے متعصب لوگوں نے اس کی ایک نہ چلنے دی۔

ذوال فقار علی بھٹو بھی اسلامی سیاسی جماعتوں کے اتحاد کے سامنے دم توڑ گیا۔ خوف کے زیر اڑاں نے ایسے فیصلے کر ڈالے جنہوں نے آزاد سماج کی بنیاد کو روکنے کر کھو دیا۔ اس کے بعد جزل ضیا الحق کی شکل میں وہ لیڈر ملا جس نے پورے پاکستان کو فرقہ برادری اور شدت پسندی کے اصول پر متنازع طرز پر تبدیل کر ڈالا۔ ریاست کی سطح پر ادنی سو شش انجینئرنگ کی گئی۔

مناقفانہ رویے کی سر پرستی کی گئی۔ یہ منقی معاملات آج تک جاری ہیں۔ اب ہمارے پاس کوئی بھی ایسا لیڈر نہیں جو ملکی معاملات کو دنیا کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر چلانے کی ہمت اور جستجو کر سکے۔ ادارے بھی تقریباً دم توڑ چکے ہیں۔ سچی بات ہمارے نظام میں کرنا اب موت کو دعوت دینا ہے۔ مگر کسی نہ کسی حق مگر نذر آدمی کو توہنانا ہے کہ بھائی صاحب ملک دم توڑ رہا ہے۔ کچھ کریے اسے بہتری کی طرف کسی بھی قیمت پر لے کر آگے بڑھیے۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ کوئی بھی اب ہمارے ملک کو محفوظ رکھنے میں ذرا بھر بھی سنجیدہ نہیں ہے۔

سہولت کے لیے مثال دینا ضروری ہے۔ چین میں برس کی میٹنگ کے ساتھ ساتھ گلوبل ڈیپلمنٹ پر ایک حد درجہ اہم کانفرنس ہوئی۔ جس میں افریقہ ایشیا اور دنیا کے دیگر ترقی پذیر ممالک نے شرکت کی۔ چین نے اس کانفرنس میں پاکستان کو مد عنہیں کیا۔ وجہ کوئی بھی ہو۔ ہندوستان کی مخالفت یا کوئی اور مسئلہ۔ اگر جب چین ہمیں نظر انداز کر رہا ہے تو خود اندازہ فرمائیجی کے ہم کتنے پانی میں ہیں۔ مگر ہم اس بے عزتی کو پیچ کرے۔

کیونکہ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ چین اب ہماری عزت کیوں نہیں کرتا۔ معاملہ اب بگاڑ کا ہر گز ہرگز نہیں ہے۔

کسی ایک سیاسی فریق کو پسند کرنے یا نہ کرنے کا بھی نہیں ہے۔ یہ ہمارے ملک کے عوام کے لیے قیامت کی گھری ہے۔ ملکی سلیمانیت پر طاقتور ممالک سوال اٹھا رہے ہیں۔ مگر ہمارا حکمران طبقہ اور ادارے صرف اور صرف لوٹ مار میں مصروف ہیں۔

قوم کی عزت کی پرواہ نہ ان کو پہلے تھی اور نہ ہی اب ہے۔ انھیں یاد نہیں کہ سرنگا پٹم کے عظیم سلطان ٹپو شہید کی لاش کے ساتھ انگریزوں نے کتنی بد سلوکی کی تھی۔ شاید یہ ہمارے ملک کو حقیقت میں ایک لاش بنانے کچے ہیں۔ اور اب آخری کپڑے اور دستار تک اتار رہے ہیں۔ ہے کوئی جوان بد بختوں کو روک سکے۔ یہ قمرہ لوگوں کی موچھوں کے بال تک نوچ لیتے ہیں۔